

قسط 2 تا 4

دوسری جانب ایک نوجوان لڑکا۔ کالی رنگ کی شرٹ کے ساتھ کالا ہی رنگ کا ٹراؤزر پہنے دنیا سے راز و نیاز اوندھے منہ سویا ہوا تھا۔

تبھی اسکی میٹھی میٹھی نیند میں کسی نے خلل ڈال دیا۔

"سر!" یہ آواز شاہ ہاؤس کے کسی ملازم کی تھی جو اسے ہلا کر اٹھا رہا تھا۔

اس کی آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں اور سیدھا ہو کر لیٹ گیا اور اپنی نیند اور غصے سے بھری ہری آنکھوں سے اسے گھورا۔

"سر کے بچے کیا ہے تمہیں اتنی صبح صبح اٹھا دیا مجھے۔"

وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔

تو ملازم گڑبڑا گیا۔

خوشخبری رائلٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

"نہیں سر وہ!"

"کیا وہ وہ اگے بھی تو بولو"۔ صائم شاہ اسکی وہ وہ سے تنگ کر بولا۔

"سر وہ بڑے صاحب نے کہا ہے آپ کو ناشتے کے لئے اٹھا دوں"۔

ملازم جلدی جلدی اپنی صفایاں پیش کرنے لگا۔ اسے پتا تھا اگر صارم شاہ کو غصہ آگیا تو اسکی خیر نہیں۔

" اٹھا لیا اب جاؤ یہاں سے "-

تو ملازم وہاں سے چلا گیا۔

"اللہ! اب نیند کہاں آنی ہے مجھے اٹھ ہی جاتا ہوں "-

وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہو کر اپنا نیلے رنگ کا تھری پیس سوٹ پہنے بالوں کو نفاست سے جل سے سیٹ کئے۔ صارم شاہ نیچے آیا۔

صارم شاہ سرخ و سفید رنگت، ہری آنکھیں، کھڑی مغرور، چھ فٹ دو انچ نکلتا قد، مضبوط کرسٹا جسم وہ بہت خوبصورت تھا۔ وہ کسی سلطنت کا شہزادہ لگتا تھا۔

وہ آیا تو ناشتے کی میز پر سب موجود تھے۔ جن میں اسکے تینوں چھوٹے بھائی والدہ اور والد تھے۔

صارم شاہ کے باپ حسن شاہ کے چار بیٹے تھے۔ انکی شادی اپنی چچازاد تارہ بیگم سے ہوئی تھی۔ انکا سب سے بڑا بیٹا صارم شاہ تھا۔ اسے چھوٹا ماز شاہ جو صارم شاہ کی طرح بہت خوبصورت تھا۔ اسکی لائٹ براؤن آنکھیں تھیں۔ سرخ و سفید رنگت تھی۔ ماز شاہ کے بعد سعد شاہ جس کا دوسرا نام self obsessed بھی تھا۔ اسکی براؤن آنکھیں سرخ و سفید رنگت تھی۔ وہ اپنے دونوں بھائیوں کی طرح بہت خوبصورت تھا۔ سعد شاہ کے بعد آتا ہے انکا سب سے چھوٹا بھائی ازلان شاہ۔ سرخ و سفید رنگت ہیزل براؤن آنکھیں تھیں۔

اسکا دوسرا نام ڈرامہ کنگ بھی تھا۔ اور وہ سعد شاہ سے زیادہ self obsessed تھا۔ ان موصوف کا کہنا ہے کہ یہ گھر میں سب سے چھوٹے ہیں تو یہ مت سمجھنا کہ میں بہت لاڈلا ہوں بلکہ بچپن میں سب سے زیادہ جوتے مجھے ہی پڑے ہیں۔ ان چھ لوگوں کی ایک ہیپی فیملی تھی۔

صارم شاہ اپنے باپ کا فیشن ڈیزائننگ کا بزنس سمجھتا تھا۔

جو کہ شہر کی سب سے مشہور کمپنی تھی۔ ماز شاہ پیشے کا ڈاکٹر تھا۔ سعد شاہ پیشے کا انجینئر تھا۔ اور ازلان شاہ فیشن ڈیزائننگ کے آخری سال میں پڑھتا تھا۔ صارم شاہ اپنی مخصوص کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"اوئے ہوئے بگ بی آج تو بڑے تیار شیار ہوئے ہو کہیں کسی لڑکی کے ساتھ ڈیٹ مارنے کا ارادہ تو نہیں دیکھو اگر ہے تو ہمیں بھی بتا دو ہم بھی اپنی ہونے والی بھابی سے مل لیں گے۔"

صارم شاہ ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ازلان اسے تیار ہوا دیکھ بولا۔

اور وہاں موجود تمام نفوسوں نے اپنی ہنسی دبائی۔ ویسے تو صارم شاہ بہت غصے والا تھا مگر اپنے تینوں بھائیوں اور ماں باپ کے لئے نرم مزاج تھا۔

"نہیں میں تجھے ایسا لگتا ہوں۔ ویسے بھی آج تک کوئی لڑکی بنی ہی نہیں ہے جس سے صارم شاہ عشق کر لے اور میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں ہے جو میں لڑکیوں کے ساتھ ڈیٹیں مارتا پھروں۔"

صارم شاہ نے مغرور انداز میں کہا۔

"مطلب کے ہمارا اپنی شادی سب سے آگے ناچنے کا خواب خواب ہی رہ جائے گا۔"

ازلان کی جگہ سعد شاہ مایوسی سے بولا۔

"ہاں کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔"

صارم نے بھی اسکی مایوسی دور نہیں کی۔

"یہ تم دونوں کیا صبح صبح صارم کی شادی لے کر بیٹھ گئے ہو جب وقت آے گا تب ہو جائے گی۔"

ماز ان دونوں کی شادی کی باتوں سے زچ آکر بولا۔

"اچھا جی تو پھر اپکی شادی لے کر بیٹھ جائیں کیا؟"

ازلان بھی کہاں چپ رہنے والا تھا وہ بھی ماز شاہ کے ایسا کہنے پر بولا۔

"اچھا بھی تم تینوں کو موقع چاہیے لڑنے کا چپ چاپ ناشتہ کرو۔"

تارہ بیگم جو کب سے ان چاروں کی باتیں سن رہی تھیں انکو اب بہنس کرتا دیکھ بولیں۔

"ہاے اس گھر میں سارے مجھے چپ کروا دیتے ہیں میں تو کہہ رہا ہوں ان تینوں کی جلدی

شادی ہو تاکہ میری بھی باری آے۔"

ازلان کے ڈرامے شروع ہو گئے تھے۔

"بیٹا جی پہلے اپنی پڑھائی تو مکمل کر لو پھر کرنا شادی۔"

حسن صاحب از لان کا ڈرامہ دیکھ بولے۔

"اچھا موم ڈیڈ آج میری ایک ضروری میٹنگ ہے تو میں آفس چلتا ہوں۔"

"اوکے موم ڈیڈ اللہ حافظ!"

وہ یہ کہہ کر اپنی ماں کے ماتھے پر بوسہ دے کر آفس جانے کے لئے باہر جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ اور ڈرائیور کو گاڑی چلانے کی تلقین کی۔

"ماما! بابا! میں جا رہی ہوں آج میرا انٹرویو ہے۔"

مرحانٹریو کے لئے تیار ہو کر نیچے آئی آج اس نے سفید رنگ کی شارٹ فراک سفید ہی پاجامے کے ساتھ ہم رنگ سفید دپٹا گلے میں گھما کر لیا ہوا تھا۔ اپنے بالوں کو ہاف کچ کئے کسی بھی میک اپ سے پاک چہرہ لئے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ سفید رنگ میں وہ بالکل حور پری لگ رہی تھی۔

"بیٹا ناشتہ تو کر لو۔"

ستارہ بیگم نے مرزا کو تیار دیکھنے کے بعد دل ہی دل میں اسکی نظر اتاری اور ناشتہ کرنے کے لئے کہا۔

"نہیں ماما مجھے لیٹ ہو رہا ہے تو میں جا رہی ہوں۔"

مرزا نے ناشتہ سے انکار کیا۔

"بیٹا خالی پیٹ انٹرویو دینے جاؤ گی۔"

حسین صاحب بھی پریشانی سے بولے۔

"نہیں بابا مجھے بھوک نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر مرزا اپنے ماں باپ سے گلے ملی اور باہر جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ بیٹھ گئی جو اسنے خود ڈرائیو کرنی تھی۔ اور گاڑی کو کمپنی کو لوکیشن پر موڑ لیا۔ کچھ دیر بعد مرزا نے اپنی گاڑی ایک لمبی عمارت کے سامنے روکی۔ وہ ایک خوبصورت عمارت تھی۔ گاڑی سے اتر کر مرزا نے اپنا پرس ٹھیک کیا اور اپنے کاغذات والی فائل اپنے سینے سے لگا کر اپنی گاڑی کو اچھے سے لاک کرتی اندر کی جانب بڑی۔ ابھی اس نے عمارت میں داخل ہونے کے لئے دروازہ کھولا ہی تھا کہ وہ کسی سے بری طرح ٹکرائی کے اس کے سامنے پوری دنیا ایک منٹ کے لئے

گھوم گئی اور جو فائل اس نے سینے سے لگائی ہوئی تھی وہ نیچے زمین پر گر گئی۔ مرحا نے جلدی سے اپنے آپ کو سمجھالا اور اپنی فائل زمین سے اٹھائی۔

صارم شاہ جو ابھی ابھی اپنے سیکرٹری کے ساتھ فون پر کسی سے بات کرتے ہوئے اندر داخل ہو رہا تھا کسی سے بری طرح ٹکرایا۔ اور جب صارم شاہ نے آنکھ اٹھا کر اپنے سے ٹکرانے والی لڑکی کو دیکھا۔ جو اب زمین سے جھک کر اپنی فائل اٹھا رہی تھی۔ جس نے سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

جس کو وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس لڑکی کے کپڑوں کا رنگ زیادہ سفید ہے یا اسکا۔

مرحانے فائل اٹھا کر اپنے سامنے کھڑے صارم شاہ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"صارم شاہ نے اپنی ہری آنکھوں سے ان دو نیلی آنکھوں میں دیکھا اور مرحانے اپنی نیلی آنکھوں سے ہری آنکھوں میں دیکھا اور دونوں کی آنکھیں ملنے پر وقت تھم گیا۔

صارم شاہ مرحا کی نیلی جھیل جیسی آنکھوں میں کھو گیا۔ مگر جلد ہی خود کو کمپوز کرنے کے بعد مرحا سے مخاطب ہوا۔

"محترمہ آپ اندھی ہیں کیا؟"

مرحاجو کب سے صارم کو دیکھ رہی تھی اسکے اس سوال پر گڑبڑا گئی۔

"نہیں محترم اللہ کا شکر ہے میری آنکھیں بالکل ٹھیک ہیں البتہ میرے پاس اپکی کوئی گرنٹی نہیں ہے"-----

**

مرحانے جلدی خود کو کمپوز کیا اور قدرے پر سکونی سے یہ الفاظ کہہ کر صارم شاہ کا دل جلا دیا۔ وہ جس کو کب سے نیلی موٹی موٹی بڑی بڑی آنکھوں والی مرحا اچھی لگ رہی تھی اس کے اس قدر پر سکون انداز میں اپنی بے عزتی کرنے پر صارم کا سفید رنگ سرخ ہو گیا اور اس کے ماتھے پر انگنت بل نمودار ہوئے اور اس نے مرحا کا اپر سے نیچے تک جائزہ لیا۔ وہ چھوٹی سی لڑکی جو مشکل سے اسکے تک آرہی تھی وہ صارم شاہ کو اندھا کہہ رہی تھی یعنی صارم شاہ کی بے عزتی کر رہی تھی وہ "محترمہ میں اپکا لحاظ کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپ میری انسلٹ کریں۔"

صارم اپنے غصے پر قابو پانے کے بعد بولا۔

"محترم تو کس نے کہا ہے میرا لحاظ کرنے کو اور ویسے بھی یہ بات شروع آپ ہی نے کی تھی میں نے تو بس جوابی کروائی کی ہے۔"

مرحانے کہا۔

اچھا تو محترمہ اپکی زبان بہت چلتی ہے میں نے ایسا ویسا کوئی سوال نہیں کیا تھا۔
صارم اسکی پتر پتر زبان چلتی دیکھ بولا۔

"محترم زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی بہت چلتے ہیں میرے"

مرحانے ناک سے مکھی اڑائی۔

اچھا جی۔" صارم نے ابھرو اٹھا کر کہا۔

ہاں جی "مرحہ بولی۔

آپ یہاں کرنے کیا ای ہیں بتانا پسند کریں گی۔"

صارم نے ایک آخری سوال کیا۔

میں آپکو بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔"

مرحایہ کہتے ہی اندر بڑ گئی۔

اور صارم شاہ اس کی پشت کو گھورتے رہ گیا۔

سر چلیں اندر۔" سیکرٹری صارم کو دیکھتے ہوئے بولا جو اس جگہ کو گھور رہا تھا جہاں سے ابھی
مرحائی تھی۔

ہاں چلو۔" یہ کہ کر صارم بھی اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا۔

مرحار یسپشن پر پہنچ کر ریسپشن گرل سے مخاطب ہوئی۔

"انٹرویوز کہاں ہو رہے ہیں۔"

میم سر ابھی ابھی ائے ہیں تو جب انٹرویوز شروع ہوں گے تو آپکو اطلاع دے دی جائے گی
۔"

ریسپشن گرل پروفیشنل انداز میں کہہ کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی اور مرحا اپنے منہ کے
گندے گندے زاوے بنا کر سامنے ایک ساتھ لگی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔

ابھی اسے انتظار کرتے ہوئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ریسپشن گرل اس کے پاس ای
اور اسے مخاطب ہوئی۔

"میم سر آپکو اندر بولا رہے ہیں۔"

یہ کہ کر وہ لڑکی دوبارہ واپس اپنی جگہ پر جا کر کھڑی ہوگی اور مرزا اپنا پرس کندھے پر ٹھیک کر کے اپنی فائل سینے سے لگائے بوس کے آفس کی جانب چل دی۔ مرزا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور ایک نظر آفس کا جائزہ لیا آفس کا کمرہ بہت خوبصورت تھا۔ آفس کے کمرے کا گلاس ڈور تھا۔ جو صرف اندر بیٹھے شخص کو باہر دیکھنے کی اجازت دیتا تھا۔ نہیں تو باہر سے اندر کا منظر نظر نہیں آتا تھا۔

صارم جو اپنی کرسی دوسری جانب کئے کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ کسی کے آفس میں داخل ہونے پر اپنی کرسی موڑی اور فون بند کیا مگر جب اندر داخل ہونے والے نفس کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔ یہ ہی حال مرزا حسین آفندی کا بھی تھا وہ بھی صارم شاہ کو بوس والی جگہ پر بیٹھا دیکھ حیران رہ گیا۔ اور اس کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔"

"محترمہ آپ بتائیں آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

اوہ سوری میں بھول گیا آپ مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھتیں۔"

صارم نے مرحا کے سوال کرنے پر الٹا اسے سوال کر ڈالا۔ اور لہجہ قدرے طنزیہ تھا۔

"دیکھئے اپکا نام جو بھی ہے مجھے نہیں پتا تھا کہ۔۔۔۔"

"کہ میں اس کمپنی ک بوس ہوں اور یہ کمپنی میری ہے۔" مرحا ابھی بول ہی رہی تھی کہ صارم نے اسکی بات بچ میں کاٹ دی۔

"اور میرا نام جو بھی نہیں ہے میرا نام صارم شاہ ہے۔"

اپنا نام لیتے وقت اسکے لہجے میں غرور ہی غرور تھا۔

"جی واقعی سر مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ بس ہوں گے اور یہ کمپنی بھی اپکی ہوگی

"That's was my mistake and I am sorry for that."

مرحانے صارم سے معافی مانگ لی۔

اوہ تو میں اندھے سے سرکب ہو گیا۔"

اور اور طنز صارم شاہ نے مرحا آفندی کو دیا۔

"خیر اب آپ انٹرویو دینے آہی گئی ہیں so have a seat"

صارم نے ایسے کہا جیسے مرہا پر احسان کیا ہو۔ مرہا ضبط سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گی اور
 صارم کے ہاتھ اپنی فائل تھمائی۔

صارم نے مرزا کے ہاتھ سے فائل لے کر کھولی تو۔۔۔۔۔۔۔۔

✱ ✱

حیران رہ گیا کہ وہ پاکستان کی فینس فیشن ڈیزائننگ یونیورسٹی کی ٹاپر تھی۔ اب وہ اسکی فائل میں موجود کاغذات پلٹا رہا تھا۔ ایک نظر وہ فائل پر دیکھتا اور ایک نظر مرزا کو جو اسے ایسے کرتے نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے مرزا نے بنائے ہوئے ڈیزائنز بھی دیکھے جو قابلے تعریف تھے۔

"کیا ہوا صارم سر؟"

مرحاجو اسے ناسمجھی سے دیکھ رہی تھی آخر سوال پوچھ ہی بیٹھی۔ صارم نے اسکے منہ سے اپنا نام سننے کے بعد اسکی فائل کے اوپر سے اپنی ہری کانچ جیسی آنکھیں اٹھا کر دیکھا اور کہا۔

"کیا کہا ہے ابھی آپ نے محترمہ؟"

" میں نے کہا ہے کہ کیا ہوا سر؟"

مرحانے بھی صارم کے دیکھنے پر نا سمجھی سے کہ دیا۔

"نہیں سر سے پہلے کیا کہا تھا۔"

صارم نے میچینی سے پوچھا۔

"صارم سر" مرحانے یاد آنے پر کہ دیا۔ اور صارم کو ویسے تو اپنا نام بہت پسند تھا۔ مگر مرحا کی میٹھی آواز میں اپنا نام سننے کے بعد اپنا نام دنیا کا سب سے خوبصورت لگنے لگا۔

"ویسے میں آپکو اس جاب پر کیوں رکھوں آپ میں ایسا کیا ہے محترمہ؟"

صارم نے مرحا کی فائل دیکھنے کے بعد سوال کیا۔

"دیکھئے صارم شاہ سر جسے اپکا نام جو بھی نہیں ہے ویسے ہی میرا نام محترمہ نہیں ہے میرا نام مرحا حسین آفندی ہے۔"

مرحا کو بار بار اپنے لئے محترمہ سننا اچھا نہیں لگ رہا تھا اس لئے اسنے صارم انتہائی مغرور انداز میں اپنا نام لینے کو کہا۔

"اور جہاں تک بات ہے مجھے جاب پر رکھنے کی اور مجھ میں ایسا کیا ہے کہ آپ مجھے جاب پر رکھیں تو فائدہ اپکی کمپنی کو ہی ہوگا۔"

مثلاً " صارم جو مرزا کو بولتے ہوئے غور سے سن رہا تھا اس کے ایک دم چپ ہونے پر بولا
- مرزا سانس لینے کے لئے چپ ہوئی تھی کیوں کہ وہ یہ ساری باتیں ایک ہی سانس میں
بولیں تھیں۔

"اپنی کمپنی کو ایک اچھی ڈیزائنر ملے گی اور I am sure کے آپکو مجھ جیسی فیشن ڈیزائنر
کہیں نہیں ملے گی۔"

مرزا نے انتہائی کانفیڈنس اور پروفیشنل انداز میں کہا۔

"ویسے مجھے لگتا ہے کہ آپ میں کانفیڈنس کی کمی تو بالکل بھی نہیں ہوگی۔"

صارم اسکا کانفیڈنس دیکھ بولا۔

"ابھی بھی آپکو لگتا ہے مجھ میں کانفیڈنس کی کمی ہوگی۔"

مرزا نے آبرو اٹھا کر صارم سے سوال کیا۔

نہیں بالکل بھی نہیں۔"

صارم نے نفی میں سر ہلایا۔

"ویسے اپکی خوبیاں کیا ہیں؟

صارم نے مرحا سی سوال کیا پتا نہیں کیوں صارم کو مرحا سے باتیں کرنا اچھا لگ رہا تھا۔ اس لئے ایک اور سوال پوچھا۔ وہ صارم شاہ جو ہمیشہ لڑکیوں سے دور رہتا تھا۔ آج مرحا حسین آفندی سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا۔

میری خوبیاں"۔۔۔۔۔ ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ صارم نے پھر سے مرحا کی بات کاٹی۔
"آپ کے ہاتھ بہت چلتے ہیں، زبان بہت زیادہ ہی چلتی ہے، اور کانفیڈنس کی تو بات ہی الگ ہے I am right."

"جی جی یہ تو میری سب سے بڑی خوبیاں ہیں۔"

مرحانے خوش دلی سے اپنی خوبیاں قبول کیں۔

"مجھے اپکی ایک اور خوبی بھی پتا چلی ہے ابھی ابھی۔"

صارم نے مرحا کی انتہائی بے شرمی سے اپنی خوبیاں قبول کرنے پر کہا۔

"وہ کیا؟"

مرحانے پوچھا۔

"کے آپ بے شرم بھی ہیں۔"

صارم نے اسکے پوچھنے پر جواب دیا۔

اور کچھ "مرحانے کہا۔

نہیں ابھی اتنا ہی بہت ہے"

خیر اگر آپ اتنا کہہ ہی رہی ہیں کے آپکو فیشن ڈیزائنر رکھنے سے کمپنی کو فائدہ ہوگا تو یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔"

اور ہاں جاتے جاتے ریسپشن سے اپنا جوائننگ لیٹر لے لی جائے گا۔

صارم نے پروفیشنل انداز میں کہا تو مرحا اپنی کرسی سے اٹھی اور صارم سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔۔

oooooooooooooooooooo

جاری ہے